



خدمت جناب مفتی صاحب

السلام علیکم

گزارش ہے کہ میرے درج ذیل سوالات کے جوابات دیں اللہ آپکو  
جزائے خیر عطا فرمائے۔

**سوال نمبر ۱** ایک آدمی دنیا جو رہی کرنا ہے پھر سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے تو کیا صرف  
توبہ کر لینے سے اسے لہ گناہ معاف ہو جائینگے یا جب تک اس پر وہ حدود جو شریعت  
نے لگائیں ہیں نہ لگائیں جائیں معاف نہیں ہوتے۔ چاہے وہ توبہ بھی کرے  
جیسا کہ چور کے لیے شریعت میں حد مقرر ہے کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں وغیرہ

**سوال نمبر ۲** ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ تبلیغی جماعت والے جو کہتے ہیں کہ دین طلب  
سے آنا ہے اور دنیا مقرر سے ملتی ہے غلط ہے مثلاً حضرت عمرؓ کو دین کی طلب میں  
عقی بلکہ وہ ففوز باللہ حضور کو قتل کرنے تک لقمے سالیقہ اس نے یہ بھی کہا کہ  
دین محنت سے ہیں آنا بلکہ مقرر سے ملتا ہے جیسا کہ حضرت محمدؐ نے اپنے چچا  
حضرت ابو طالب پر محنت کی بلکہ وہ ایمان نہ لائے۔

**سوال نمبر ۳** ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ نرا و نرا پڑھنا لازمی نہیں کیونکہ یہ حضرت عمرؓ  
کے دور سے ثابت ہے جبکہ حضرت ابو بکرؓ کے دور سے ثابت نہیں میرا بیانی  
کر کے بتائیں کہ کھانہ نرا و نرا کی شریعت میں کہا جاتا ہے۔

**سوال نمبر ۴** کیا مشرک تقویروں کی بیابا پر مووی کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟  
آ۔ کیا سول اور کابج کی مشوری تیلے مووی بنوائی جاسکتی ہے؟

**سوال نمبر ۵** کیا حضرت عمرؓ نے چار ماہ گھر سے باہر رہنے کی یا چار ماہ سے زائد  
گھر سے باہر رہنے کی ترتیب بنائی تھی یا نہیں اگر نہیں تو کیا جماعت والوں  
کی سات ماہ یا سال کی ترتیب پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں۔

**سوال نمبر ۶** موجودہ دور میں شریعت کے مطابق شادی کا طریقہ  
کا کیا ہوگا۔

### الجواب ومنه الصدق والصواب

۱۔ سچی توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، توبہ کا حصہ یہ بھی ہے کہ کسی کامالی حق نکلے، تو اسے ادا کیا جائے یا معاف کرایا جائے۔

فتاویٰ میں ہے:

المحللۃ المنع... فلا تجوز الشفاعة فيه بعد الوصول و  
ليس مطهر اعندنا بل المطهر التوبة، قال المحقق  
تحتہ فی الرد: (قوله بل المطهر التوبة) فاذا احدو  
لم يتب يبتقى عليه اثم المعصية و ذهب كثير من  
العلماء الى انه مطهر، (واجمعوا النسخ الطاهر ان المراد  
انها لا تسقط الحد الثابت عنه الحاكم بعد الرجوع اليه  
اما قبله فيسقط الحد بالتوبة حتى في قطع الطريق  
... وفي البحر عن الطهيري: رجل اتى بفاحشة لاقية  
الحد عليه لان السر مندوب اليها، وفي شرح  
الاشباه للسيدي عن الجوهر: رجل شرب الخمر وزنى  
ثم تاب ولم يحد في الدنيا هل يحد له في الآخرة  
... قال: الحد و حقوق الله تعالى الا انه يتعلق بما  
حق الناس وهو الاثر جار فاذا تاب توبة نصوحا  
ارجو ان لا يحد في الآخرة فانه لا يكون الترميم  
اللفظ و الردة و انه يزول بالاسلام و التوبة.



(فتاویٰ میں ہے: ص ۴، ط: سعید)

۲۔ الباطل سچا طالب نہیں تھا، اس لئے ایمان کی دولت سے سرفراز نہیں ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو مراد رسول ہیں، ان کی طلب تو خود امام الانبیاء نے کی تھی جن کی طلب کے سامنے تمام دنیا کی طلب ہیج ہے۔

(جاری ہے)

مرثاة المفاتیح میں ہے :

الایمان بالقدر فرض لازم وهو ان یعتقد ان الله تعالی  
خالق اعمال العباد خیرها وشرها وکتبها فی اللوح  
المحفوظ قبل ان یخلقهم والکل بقضائه وقدره  
وارادته ومشیته غیر انه یرضی الایمان والطاعة ووعده  
علیها الثواب ولا یرضی الکفر والمحصية وایعده  
علیها العقاب . ( مرثاة : ص ۱۴۵ ، ط : امجد )

۳۔ یہ کہنا کہ تراویح سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور سے ثابت نہیں غلط ہے بلکہ نفس  
تراویح کا ثبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ثابت ہے ، کچھ دنوں تک حضور اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے صحابہ اور اہل بیت کو اس کیلئے جمع کیا اور باجماعت تراویح پڑھی ہے ، تراویح حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ کی سنت نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ، اگر خلیفہ راشد حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ کی سنت ہوتی تو بھی کچھ کم نہ تھا ، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک امام کے  
سچے مواعظ اور پابندی کے ساتھ اس حروف طرز پر تراویح پڑھنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے  
دور سے ثابت ہے

فتاویٰ میں ہے :

(التراویح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين  
للرجال والنساء (قال المحقق تحتہ فی الرد : (قوله سنة  
مؤکدة) صححه فی العمدایا وغیرها وهو المراد  
عن ابي حنیفة وذكر فی الاستبصار ان ابا یوسف  
سأل ابا حنیفة عنہما وما فعلہ عمر فقال : التراویح  
سنة مؤكدة ولم یخرجہ عمر من تلقاء نفسه ولم یکن  
فیه صیغہ طلم یأمر به الا عن اصل لدیه وعهد  
من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ولا ینافی قول



(رجاویح)

القدور من انعام مستحبة كما فجدده في الهداية عنه  
لا انه انما قال يستحب ان يجتمع الناس وهو يدل على  
ان الاجتماع مستحب وليس فيه دلالة على ان  
التراخي مستحبة كذا في العناية وفي شرح الهنية وحكي  
غير واحد الإجماع على سنتها وتمامه في البين.

( فآوى ثمان: ٤٣، ط: سحره  
٢: ج )

الجملة التي في:

وقد سئما رسول الله صلى الله عليه وسلم وندبنا  
ايضا واقامها في بعض الليالي ثم تركها خشية  
ان تكتب على منته كما ثبت ذلك في الصحيحين  
وغيرهما ثم وقعت المواقبة عليهما اثنا خلافه  
حدها في انه عنده ووافقه على ذلك عامة الصحابة  
في ان الله عندهم كما ورد ذلك في السنن ثم ما زال  
الناس من ذلك الصدء الى يومنا هذا على  
اقامتها من غير تكبير وكيف لا وقد ثبت عنه <sup>صلى الله عليه وسلم</sup>  
عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين  
حضروا عليهما بالنواجذ كما رواه ابوداؤد (ط: ط: بهج  
٢: ج)

اعلام السنن في:

وثبت بذلك ان اصل قيام رمضان (التراخي)  
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم لا سنة عمر  
في الله عنه كما زعم بعضهم وانهما سنة عمر قيامه  
بامام واحد وكانوا يقومون قبل او اعماء  
متفرقين وبيدون الى احضرتهم صوتا قال عمر:

جلدو

اراهم قد اتخذوا القرآن اغلى ، اما والله لن  
 استطعت لا غير فلم يملك الا قليلا حتى امر يا  
 فضلى بهم رواه البخاري في خلق افعال العباد وفي  
 الصحيح لابن قدامة ، واول من سئما رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم الى ان قال : ونسبت التراويح الى عمر بن الخطاب  
 لانه جمع الناس على ابي بن كعب فكان يصليهما  
 بهم ... قوله عن جبير الخ قال المؤلف : دلالة  
 على ثبوت التراويح بالجماعة عن النبي صلى الله عليه وسلم  
 ظاهرة وفيه ايضا انه ملاحا لجماعة لها فيه انه  
 دعا اهله ونسائه فقام بنا حتى تخوفنا الفلاح  
 وهذا دليل من قال ببنية الجماعة لهما مع مواظبة  
 المحابة على ادائها في جماعة ... ولنا اجماع  
 الصحابة على ذلك وجمع النبي صلى الله عليه وسلم  
 اصحابه واهله في حديث ابي ذر ... وقول النبي  
 صلى الله عليه وسلم ذلك لهم معلل بخشية فرسه  
 عليهم ولذا ترك النبي صلى الله عليه وسلم القيام  
 بهم معللا بذلك ايضا وقد امن هذا ان يفعل  
 بعده ... ومن هنا قال صاحب البدائع في سنن  
 التراويح : منها الجماعة والمسجد لان النبي صلى الله عليه وسلم  
 قد راها صلى من التراويح صلى بجماعة في المسجد  
 فكذا الصحابة رضي الله عنهم صلوا بجماعة  
 في المسجد .



اعملاء السنن : ٦٦ ، ط : ٤٥٦

۴۔ جاندار کی تصویر اتارنا جائز ہے، کیمرہ بھی آلہ تصویر کشی ہے، ٹی وی، مانیٹر کی اسکرین یا سینما کے پردے پر جو کچھ دکھایا جاتا ہے وہ بھی حقیقت میں اس کی تصویریں ہوتی ہیں انکی حرکت آنکھ کا دھوکہ ہے، اس کی تصویریں تینری کے ساتھ آنکھوں کے سامنے سے گزاری جاتی ہیں جس سے انسانی آنکھ منظر کو متحرک محسوس کرتی ہے۔  
 سکول اور کالج کی عمارت کی مودی بنائی جائے تو درست ہے کہ بے سبب اشیاء کی تصویریں بنانا یا اتارنا جائز ہے، لیکن اگر طلباء اور اساتذہ اور دیگر عمل کی مودی بھی بنائی جائے تو ناجائز ہے۔  
 علامہ فوس لکھتے ہیں:

وقال اصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان  
 شديد التحريم وهو من الكبائر... سواء صنع به الجاهل  
 او غيره، فضمنه حرام بكل حال لان فيه مضاهاة لخلق  
 الله تعالى سواء ما كان في ثوب او بساط او دهن او  
 دية او فلس او اناء او حائط او غيره... ولا فرق في هذا  
 كله بين ما للظلم وما لا ظل له بعناء... قال چاچير  
 العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم وهو  
 مذهب الثوري و مالك و ابو حنيفة (شرح مسلم: ۱۹۹ ج ۲: ۲۰۰)

۵۔ بیوی اگر حون ہو اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اسکی اجازت کے بغیر شوہر چار ماہ تک باہر  
 رہ سکتا ہے، اور اگر بیوی کی اجازت ہو اور بیوی صبر کر سکی ہو اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو چار  
 ماہ سے زیادہ بھی باہر رہ سکتا ہے، لہذا صورت مسئلہ میں تبلیغ جماعت والوں کی سات ماہ  
 اور سال کی ترتیب درست ہے۔



فتاویٰ میں ہے:

و يسقط حقا بديرة و يجب ديانة احيانا و لا  
 يبلغ مدة الايام الا جبرضاها، قال المحقق تحتہ  
 في الرد: تقدم عن الفتح التسجير بقوله و يجب ان لا

(جاری ہے)

ويبلغ الخ والظاهر انه منقول لكن ذكر قبله في مقدار الدوام  
 انه لا ينبغي ان يطلق له مقدار مدة الايلاء وهو  
 اربعة اشهر، فالظاهر ان ما هنا مبني على هذا  
 البحث تأمل، ثم قوله وهو اربعة اشهر يعني  
 ان المراد ايلاء الحرة ويؤيد ذلك ان عمر بن الخطاب  
 ما سمع من الليل امرأة تقول: فوالله لو لا انك تحشي  
 عواتبي: لخرجت من هذا السامر جوارب.

فمن سأل عنها فاذان وجهها في الجهاد فسأل  
 بنته حفصة: كم تصبر المرأة عن الرجل  
 فقالت: اربعة اشهر فامر امراء الاجناد  
 ان لا يتخلف المتزوج عن اهله الاثر منها.

(فتاوى شامى: ٢٠٥، ط: سعيد  
 ج: ٣)

الجمراتى منى :

وفي فتح القدير واعلم ان هذا الاطلاق لا يمكن  
 اعتباره على صرافته فانه لو اهاد ان يدوم سنة  
 سنة ما يظن الملاق ذلك له بل لا ينبغي ان يطلق  
 له مقدار مدة الايلاء وهو اربعة اشهر واذ كان  
 وجد به للتائيس ودفع الوحشة وجب ان تعتبر  
 المدة القريبة واطن اكثر من جمعة مضارة الا  
 ان لم يضايه. (كتا به النكاح: باب القسم، ط: سعيد)

٦ اسكنه الله الحكيم الامت مولانا اشرف على تهاوى رحمة الله كي كتابوں کا مطالعہ  
 بہت مفید ہے مثلاً بہشتی زیور، آداب زندگی .



۷۔ غیر متقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ:

اگر یقین ہو کہ امام نماز کے ارکان و شرائط میں دوسرے مذاہب کی رعایت کرتا ہے تو اسکی اقتداء بلا کر لھت جائز ہے، اور اگر رعایت نہ کرنے کا یقین ہو تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح نہ ہوگی اور جس کا حال معلوم نہ ہو اسکی اقتداء مکروہ ہے، آج کل کے غیر متقلدین کی اکثریت صرف یہی نہیں کہ رعایت مذاہب کا خیال نہیں رکھتی بلکہ اسکو غلط سمجھتی ہے اور عمداً اسکے خلاف کا اہتمام کرتی ہے اور اسکو لواب سمجھتی ہے، اس لئے ان کی اقتداء سے حتیٰ الامکان احتراز لازم ہے مگر بوقت ضرورت ان کے پیچھے نماز پڑھنے، جماعت نہ چھوڑے۔

یہ تفصیل اس وقت سے کہ یہ امام صحیح العقیدہ ہو، اگر اسکا عقیدہ فاسد ہے، متقلدین کو مشرک سمجھنا ہے اور سب سلف کرتا ہے تو اسکی امامت بہر حال مکروہ تحریمی ہے۔  
رد المحتار میں ہے:

قال في الخلائق عن البحر ان تتقن المراجعة

للميكه او علمها المبيع وان شككته

(فتاویٰ شاہی: ۵۲۶، ط: سعید)

فقط واللہ اعلم



کتبہ  
میرحارث

المتخصص في الفقه الإسلامي

جامعة العلوم الإسلامية

عاصمة يونس بنور لاؤن کراچی

۲۹، ۱۰، ۴۳، ۱۹/۱۹، ۹۱، ۲۰

اجرا علیہ  
سید محمد علی

محمد عبدالجبار علی  
سید عبدالحمید بن ابوالفضل

